

فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ

ایمنیسم

مُصَنَّفُهُ

ز۔خ۔ش (علی گڑھی)



دارالاشاعت پنجاب لاہور



صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۵	انتساب	۱
۷	ترانہ حمد	۲
۹	آئینہ حرم	۳
۲۲	عالم نسواں میں انقلاب	۴
۲۴	تصادم رواج و شرع	۵
۲۶	بہنوں سے دو دو باتیں	۶
۲۸	مہذب بہنوں سے خطاب	۷
۲۹	دام فریب	۸
۳۱	چہیت یاران طریقت! بعد ازیں تدبیر ما	۹
۳۳	قدوم میمنت ملزوم	۱۰
۳۵	ثمر کا شجر سے خطاب	۱۱

~~SECRET~~ 7/2

291-0141
1-14-60

~~49~~

7520

EXCESSIONED

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U2445

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انتساب

مدہ عنان تعلق بہ حسن ہر فرہ
برآر دستے و بردوش آفتاب انداز
(عنی)

یہ آنسوؤں کی لڑی۔ یہ درد کی ٹرپ۔ یہ سوزش کی آہ۔ ہاں ایک فریادی
کا استرحام۔ ایک ناشاد کی نوحہ گری۔ ایک زخمی کی چیخ۔ یعنی کتابِ آئینہ حرم۔
اسلام کے اس سچے شیدائی۔ تعلیم نسواں کے اس زبردست حامی کے نام
نامی سے منسوب و معنون کی جاتی ہے۔ جس کا فیضانِ تربیت اس مجموعہ
پریشان خیالی کی تسوید و تنشید کا معنوی سبب ہے اور جس کی قومی محبت
دراشتی اثر و نسلی خصوصیت کے طور پر خاکسار مصنفہ کی رگ و پے میں سرایت
کئے ہوئے ہے۔ یا

دوسرے لفظوں میں

كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَى أَصْلِهِ کے عام اصول کی متابعت میں دریا کے

سامنے قطرہ - خورشید کے حضور ذرہ - گلشن کے پاس پھول ”گرچہ خوردیم نسبت
بزرگ“ کا فخر یہ کلمہ پڑھتے ہوئے اپنی سعی بے حقیقت کو ہڈیاں پیش کر رہے ہیں
امید ہے

کہ میرے جان سے زیادہ پیارے والد ماجد دام ظلہ العالی اس نذر محقر
کو خوشی کے ساتھ شرف قبولیت مرحمت فرمائیں گے
ہم تم بدرقہ راہ کن - اے طائر قدس
کہ دراز است رہ منزل و من نو سفرم

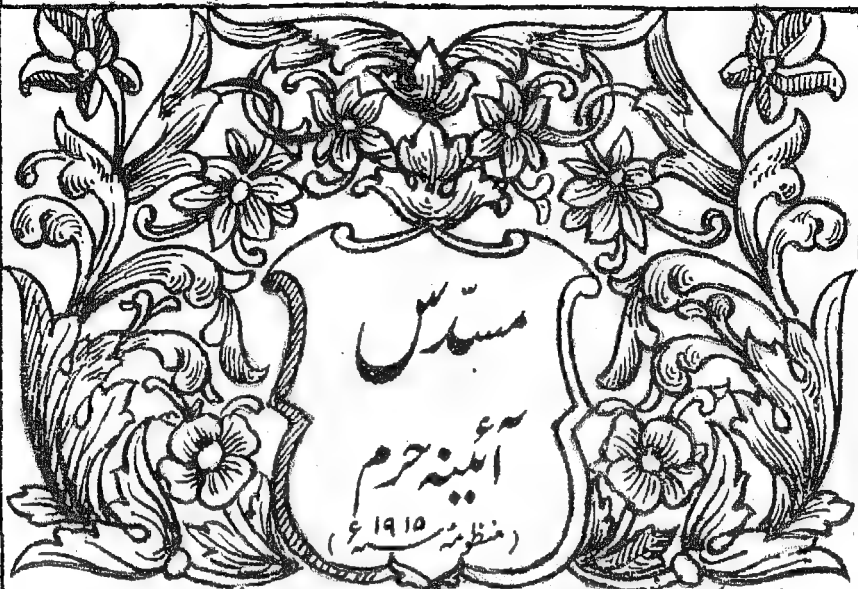




بینائی سے فحشی محروم نظر۔ پردے میں نہیں تھا نورِ نثرا
 جب آنکھ سے نکلی گردِ خودی۔ دل ہی نظر آیا طورِ نثرا
 کیوں شعلے پلک جھپکاتے ہیں۔ کیوں تارے فلک چمکاتے ہیں
 ہاں حسن ہمیں دکھلاتے ہیں۔ انوارِ قریب و دورِ نثرا
 ہر سمت ہے بزمِ ذکرِ بیا۔ کیا فرشِ زمیں۔ کیا دوشِ ہوا
 کرتا ہے سنا چو پایہ تری۔ گاتا ہے بھجنِ عصفورِ نثرا
 اس کارِ گم غم سازی میں۔ رکھتے ہیں سہارا اے مالک
 کل میکش اہل سرمایہ۔ کل عرقِ عرقِ مزدورِ نثرا
 ہر کو کہنی کا تلخی چش۔ ہے تیری امیدِ فضل پہ خوش
 محتاج ہے کامِ شیریں میں۔ ہر خسرو ہر شاہ پورِ نثرا
 اے بادشاہِ اعلیٰ و اجل! ہے ہاتھ میں تیرے دہر کی کل
 ممکن ہی نہیں تاخیرِ عمل کا شاکِ ہو منشورِ نثرا
 یکساں نہ رہا۔ قائم نہ رہا۔ انسان کا عمل۔ انسان کا سخن
 ٹوٹا ہی نہیں۔ بدلا ہی نہیں۔ قانونِ نثرا۔ دستورِ نثرا

حیراں ہوں مرض جانا ہے کہاں کس کنج میں غم ہوتا ہے نہاں
 لیتا ہے بقصد چارہ جاں۔ جب نام دل رنجور ترا
 حاجت ہے مجھے تفہیم کی کیا۔ ہاں خود ہی سمجھ۔ ہاں خود ہی بتا
 عاشق ہے شہید تیغ رضا۔ یا حسن پرست حور ترا
 اے میرے خدا! اے میرے خدا! کس طرح کسے شکرانہ ادا
 اک ذرہ بے مقدار ترا۔ اک مضغہ بے مقدور ترا
 سُبْحَانَكَ يَا ذَا الْمَجْدِ پڑھے عَفْرَانُكَ اَللّٰهُمَّ کہے
 ہر ڈھب کے لب ذبح پہ ہے۔ اے بار خدا! مذکور ترا





میں نے مانا۔ کہ محوشی ہے بیاں سے بہتر ^{کھلے} لب پیوستہ۔ لب شہد فشاں سے بہتر
صبر شیون سے۔ شکیبائی فغاں سے بہتر ^{دل} ہے اسرار کے رہنے کو زباں سے بہتر
پر ہر اک شے کے لئے حد ہے معین لوگو
ضابطہ ورد ہو کب تک جگر زن لوگو

ہمد سے تابعدا ظلم اٹھائے صدیوں ^{تیر} پرتیر دل خستہ نے کھائے صدیوں
چپکے چپکے گہرا شک لٹائے صدیوں ^{قصص} حسرت دل۔ دل کو سنائے صدیوں

صنف غالب میں گر اس صبر و سکون کا شہ

سعی و تفتیش سے مل جائے تو میرا ذمہ

عجب و پندار و تکبر ہے جو داں پنہ گوش ^{مہر} لب یاں بھی ہے پابندی و ضلع کا جوش
نہیں جوں مرغ سحر صبح خواش اپنا خروش ^{شمع} سان شب کو میں گریاں تو سحر کو خاموش

وہ ہیں شاداں۔ کہ "تظلم میں جو ماہر ہیں تو ہم"

ہم ہیں نازاں۔ کہ "طبیعت پہ جو قادر ہیں تو ہم"

بھائیو! آہ رہے سینہ میں مدفون کب تک ^{دل} ہی دل میں نگہ طالع و اثروں کب تک

آستین سے ہونہاں دیدہ پر خون کب تک غم کو پوشیدہ رکھے خاطر مخدول کب تک

حال دل کیوں نہ کہیں مہمنہ میں ہاں رکھتے ہیں

ہم بھی پہلو میں دل اور جسم میں ہاں رکھتے ہیں

دل کو ارماں کہ زن ہند کا کچھ حال نکھول طبع حیراں کہ میں الفاظ کہاں سے لاؤں

میں پریشان کہ پشیمان نہ کہے بخت زبوں ہاں کہی بات پرائی ہے کہوں یا نہ کہوں

آگیا لب پہ مگر ذوق تکلم سے سخن

مہمنہ پائی بھی کہیں کتی ہے اے شفق من

کیا کہوں کیسے الم دیدہ وناشاد ہیں ہم خستہ جور ہیں ہم کشتہ بیداد ہیں ہم

تختہ مشق شاں بازی صیاد ہیں ہم آدمی کا ہیکر ہیں پیکر فلاد ہیں ہم

ہائے یہ ظلم کہ بے جرم چلا میں خنجر

اس پہ یہ حکم کہ فریاد نہ آئے لب پر

ہم کو کیا علم کہ کیا شے ہے مزدنیا کا نہ یہ معلوم خوشی نام ہے کس چڑیا کا

آہ بے جرم ہمیں صنف قوی نے ناکا تختہ مشق بنایا ستم بے جا کا

آج انساں کے فضائل سے ہیں دونوں محروم

ایک تفسیر جہول - ایک ہے تفسیر ظلوم

پاسے بندی ہے ہر اک شخص کو سرمایہ تنگ اک زن شرق ہے بیداد کش قید فرنگ

رہتے ہیں مسعت دنیا میں سدا جان سے تنگ ہم میں اور عیش میں ہے فاصلہ صد فرنگ

زندگی ہے کہ مصیبت کا اک انسا نہ ہے

دل مخزون ہے کہ حسرت کا سیہ خانہ ہے

بار ہیں دہریہ ناخواستہ مہماں کی طرح ہمرگرا کی طرح برف زمناں کی طرح

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَبُولًا - درحقیقت انسان بڑا ہی ظالم بڑا ہی نادان ہے - (الآیہ ۲)

وحشی و جاہل و بے علم ہیں حیواں کی طرح دائم الحبس ہیں ہم قاتل انسان کی طرح

بے حس و بے حرکت۔ بے بس و سرافگندہ

بچہ و دوست جواں۔ مردہ بدست زندہ

اس سے تشبیہ نہ دو بے بسی نسواں کو رخصت سیر چراگاہ ہے جب حیواں کو

ہے قفس میں بھی یہ سکھ بلبل خوش الحال کو یاد کر سکتی ہے رُو رُو کے گل خنداں کو

نہ ٹرپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی سہ

گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی سرے صیاد کی ہے

آتش ظلم سے دنیا ہوئی دوزخ ہم پر پھونک ڈالا نپ دق بن کے غموں نے اکثر

بے اجل مرتے ہیں ترخانہ کے اندر گھٹ کر ہیں جوتگی میں منافق کی لحد سے بدتر

ڈاکٹر کہتے ہیں ”در کھولو۔ ہوا آنے دو“

سنگدل کہتے ہیں ”ہرگز نہیں۔ مرجانے دو“

حرف ”عزت“ سے نہیں کان ہمارے آگاہ۔ سر زشت رخ نسواں میں ہے ذلت کی نگاہ

کہتے ہیں اپنے تفوق کا ہے قرآن گواہ مصحف رب پہ یہ ہمتاں۔ عیاذاً باللہ

کون یہ کہ کے بنے کشتی و قابل دار

ترجمہ کیجئے نہ قوام کا۔ آقا۔ سرکار

اور اگر چوں و چرا کا کوئی کر بیٹھے گناہ ترشا ترشایا جواب اسکو یہ موجود ہے آہ

”فتنہ پرواز۔ ریاکار۔ فریبی۔ گمراہ آپ بھی طالب عزت ہوئیں۔ سبحان اللہ“

ہو گیا۔ آہ اسی بے ادبی سے رسوا

فرقہ فاطمہ و عائشہ صدیقہ

خود بھلے بنتے ہیں اوروں کو بُرا کہتے ہیں ”ناقص العقل“ ہمیں یہ عقلا کہتے ہیں

لَهُ الرِّجَالُ قُوَّةٌ مِّثْلُ النِّسَاءِ (الآیہ) *

پُردغا کہتے ہیں بے مہر و وفا کہتے ہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا کہتے ہیں

کو توالوں سے لڑیں چور۔ ستم ہے کہ نہیں

یہ تماشا سبب غصہ و غم ہے کہ نہیں

اور لو۔ کہتے ہیں ہم سے ہو سوا پین میں تم کہ پڑی ایڈتی ہو پینے حریر و قافم

فکر اسباب معیشت میں یہاں ہوش میں گم وقف گردش میں سدا صورت پیمانہ و خم

زن پر شوہر ہے شرر بار ستم۔ ہائے ستم

اس صفائی سے پھر انکار ستم۔ ہائے ستم

جسم اسلام کو افکار کیا۔ ظلم کیا نصف محمود کو بے کار کیا۔ ظلم کیا

بے زباں صورت دیوار کیا۔ ظلم کیا منہم پھر سر بازار کیا۔ ظلم کیا

کر کے بدنام بلا رخ و تاسف ہم کو

پا بزنجیر کیا صورت یوسف ہم کو

ان کو رہ رہ کے ستاتا ہے یہ بے اصل خیال گھر میں پڑھ لکھ کے خواتین کا رکنا ہے محال

کہیں اٹھے نہ مساوات کا غم خیز سوال کہیں ہو جائے نہ مردوں کی حکومت کا زوال

ہائے ان خود غرضوں کو نہیں اتنی بھی خبر

زوجہ جاہلہ ہے آفت جان شوہر

آئیے جاہلہ کا آپ کو دکھلاؤں گھر پھر گیا بوئے غلاطت سے قدم رکھتے ہی سر

ظلمت و دود ہے قوت گل چشم و نظر گرد جا روب سے سینہ میں نہیں دم کا گزر

کیا نہیں دشمن جاں نالی کا گندہ پانی

”ایں سخن را چہ جواب است؟ تو ہم میدانی“

مرغیاں جا کے منڈیروں پر لڑیں چونچوں آرہا چائے کا سٹی نیچے اڑا اڑا رہوں

ظرف ناشتہ مثال سر عاصی ہیں نگوں زارغ و سگ کیلے پس خوردہ ہے طعم موزوں

بل کے دونوں نے عجب شور مچا رکھا ہے
 مدح بیگم سے مکان سر پہ اٹھا رکھا ہے
 کتھے چرنے سے ہے اس طرح متشن دیواً نقش دیوار ہو کر دیکھ لے مانی اک بار
 جھاڑ فانوس کی تزئین سے ہودل میں غباً ان نظر دیکھ لو گر مٹری کے جالوں کی بہا
 نہیں محدود بشر تک کرم شاہ نشین
 بھڑکا چھتا ہے کہیں گھونسلہ چڑیا کا کہیں
 چار پائی پہ۔ اسی کمرہ کی دائیں جانب پاندان کھولے ہوئے سیٹھی ہیں بیگم صاحب
 پاس ہی فرش پہ ماما ہے نظر کی طالب جس کے ملبوس کی بدبو ہے خود کی سالب
 بڑبڑاتی ہے کبھی یہ۔ کبھی وہ چیختی ہیں
 دیکھنا حاکم و محکوم کی تو تو میں میں
 سامنے کمرہ ہے اک مختصر وتیرہ وتار تازہ و صاف ہوا جس میں نہیں پاتی بار
 آنکھ ہو جاتی ہے جب خستہ سعی بیار تب کہیں جا کے نظر آتی ہے شکل بیار
 ایک دوشیزہ کم سن ہے مسہری پہ دراز
 واہ رے حسن! مرض میں بھی ہے تو دیدہ نواز
 تن پہ پوشاک نہیں میل بھری صافی ہے جس کی رنگت سے خجل نقل کی کشافی ہے
 پھر غضب یہ کہ حفاظت کو بھی ناکافی ہے کہتی ہوں اوپرے دل سے کہ خدا شافی ہے
 حاذق الملک بہادر تو ہیں پر سان مزاج
 عملاً حضرت شمس العلماء کا ہے علاج
 آہ اے بے خبر لذت جاں شیریں تیری دشمن ہے تیری مادر زار و غمگین
 پائزن کتے ہیں کس کو؟ اُسے معلوم نہیں کان کی ہے جو دوا تجھ کو پلا دے نہ کہیں
 نہ دیکھی وغیرہ پوچھنے صاف کرنے کا کپڑا جسے ”جھاڑن“ بھی کہتے ہیں + یہ Poisson زہر

اف دواؤں کی یہ آلودگی گرد و غبار

ڈرے کر دے نہ تجھے اور زیادہ بیمار

مان کا ہر دم سخن یاں فزا فرمانا بیٹھے بیٹھے وہ سر آشک انگھ میں بھر بھر لانا

شور کرتے ہوئے بچوں کا وہ گھس گھس آنا میوہ فصل ترے سامنے لا کر کھانا

آہ اس ظلم کے معنی ہیں بہت فاش عیاں

جمل دیوی پہ یہاں بھینٹ چڑھ گئی اک جاں

محنت شاقہ سے تھک کے میاں آیا گھر نالہ طفل سے پایا ہے بپا اک محشر

وصپ جاتے ہوئے ماں پچھتی ہے چلا کر نامراد! اب تو نہ جائیگا کبھی کوٹھے پر

جھٹ پٹا وقت ہے ظالم اکھلے میدان میں جا

ہو گیا یوں ہی تو پریوں کا بہن پرے سایا

روکے بولا پسترا ماں! کوئی دیوانہ ہوں اب اگر جاؤں تو اتنا ہی بڑا مر جاؤں

ماں کے بچے سے رہا ہو کے دیا کو سایوں ”بڑی آپا کی طرح تو بھی لگی تھوکنے خوں“

دیکھنا جنگ کا نظارہ۔ ادھر ہیں مادر

نخت دل سلمہ اللہ تعالیٰ میں ادھر

یہ وہی راحت و آرام ہے۔ اسے اہل شعور جس کی دھن میں زن جاہل ہوتی تھکوت

گھر کی بی بی کا ہو جب دیدہ باطن بے نور اس کو کیا علم کہ تیرے لئے راحت ہے ضرور

کیسے ممکن ہے سمجھ میں نہیں آتا واللہ

زوجہ و جاہلہ و شوہر عالم کا نباہ

ماتم ترکی و ایران سے وہاں جامد ری یاں پچھے چھٹیٹھڑے۔ اور مشغلہ بنجیہ گری

شیر سے معرکہ آرا ہے وہاں مرد جری دیکھ کر غوک کو یاں ”ہائے مری۔ ہائے مری“

شوق طیارہ میں اڑنے کا شب و روز وہاں

ریل کے نام سے اٹھتا ہے یہاں ل میں بھول

تیری اہلیہ جو بے علم ہے مرد معقول پسر خادم ملت کی توقع ہے فضول
ماں کی آغوش ہے بچہ کا وہ پہلا اکول جس کے اسباق کی تامل نہیں ممکن بھول
دور ہوتا اثر جہل گر اس مکتب سے

ہم نہ رہتے صف اقوام میں پیچھے رہے
یاد ایام کہ تھا بخت فدائے مسلم ڈھونڈتے تھے فلک ارض ضلے مسلم
دل ہر قل کو ہلاتی تھی ندائے مسلم تاج ایران تھا زیر کف پائے مسلم
رَبِّہٖ اَنْتُمْ اَلَا عَلَوْنَ تھا اس کے لائق
قَوْلِ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ اس پر صادق

ہم تھے اس عہد ہایوں میں نبیوں شق ستم بے دل و روح اندھا دھند نہ کہلاتے تھے ہم
قفس خشت میں گھٹ گھٹ کے نکلتا تھا اندام ہم نے کھائی نہ تھی یوں گھر سے نکلنے کی قسم

عضو مفلوج کی مانند نہ بیکار تھے ہم
قصر اسلام کی تعمیر میں معمار تھے ہم
ہم سے خالی نہ تھی یوں انجن ٹال تو گئی نہ گرایا تھا ہمیں صورت حرف معلول
حالتہ کے دہن پاک سے جھڑتے تھے جو بھول آج تک ہیں وہ بہار چمن شرع رسول
عرصہ جنگ میں بھی ہم نے کئے کار و قیام
صنف نازک سے نہ تھی خول جان باز و شمع

لَا تَقْنُؤْا وَلَا تَحْزَنْوْا اَنْتُمْ اَلَا عَلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ ۔ سست و غمین نہ ہوا گر
تم مومن ہو تو (ضرور) علوم رتب حاصل کرو گے۔ (الایہ) +

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ دِيْنِيْ لَكُمْ اَلْاِسْلَامَ دِيْنًا ۔ آج
میں نے تمہارے دین کو مکمل کیا اور تم کو انعامِ نعمتِ مشرف فرمایا ۔ اور تمہارے لئے دینِ اسلام کو پسند فرمایا۔ (الایہ)

بزم میں مخفی و خفا کی فصاحت دیکھو رزم میں اردہ و اسما کی شجاعت دیکھو
چاند بی بی کی - رضیہ کی - حکومت دیکھو نور ایوان جہانگیر کی سیرت دیکھو
علم کی بھوک میں لیتے تھے کینزوں سے خوراک
ابن ہارون کبھی - اور کبھی ابن سماک

زندگانی ہے جن اقوام پر سو جاں سے نثار جن کی ہے حریت اک بندہ فرماں بردار
مڑ گئی جن کی طرف تو سن عزت کی مہار پھر گئی جن کی طرف چشمِ رضاے غفار
پیچھے قابض ہوئیں زینت کدہ دنیا پر
پہلے پہنایا خواتین کو علی زیور

کرۂ ارض کا وہ خطہ محکوم و غلام دونوں ہاتھوں سے ترقی نے کیا جسکو سلام
جس کو کہتے تھے کبھی ”منزل وحی والہام“ گو نجات تھا کبھی توحید کا جس میں پیغام
جس پر اب قبر خداوند ہے رحمت کی جگہ
جس کو اب لوگ کہا کرتے ہیں ”عبرت کی جگہ“

صنف نازک کے ستارے سے ہوئی اسکی ریت کہ نہ عزت ہے - نہ دولت ہے نہ علم و حکمت
عمل زشت کا گردن میں ہے طوق لعنت پاؤں میں بستہ تار رسن عبدیت
یوں تو مشرق کی ہر اک قوم ہے ادب میں فرد
حال مسلم ہے مگر سب سے زیادہ پرورد

کون مسلم؟ وہی فرمانبر شاہ انسان ہاں وہی مصلح اخلاق نباہ انسان
ہاں وہی اوجِ دہِ رایت جاہ انسان ہاں وہی نورِ دہِ بخت سیاہ انسان
ہاں وہی واقف عقلیت اسباب و علل
ہاں وہی واصل حریت افکار و عمل

اب وہ محکوم ہے تھا خیر احم جس کا لقب امر بالعرف نہ وہ نہی عن المنکر اب
مجھ سے پوچھے جو کوئی اسکی غلامی کا سبب تسلب آزادی عورات "کہو نگی بہ ادب
چین تجھ کو نہ ملا۔ میرے ستانے والے تو بھی ٹھنڈا نہ رہا۔ جی کے جلانے والے

اب بھی دے قدرت ایثار جو رب قدرت سے اب بھی گر شومی قسمت ہو جدا قسمت سے
یعنی ہوں مرد کنارہ کش انانیت سے یعنی عورات ہم آغوش ہوں حریت سے
قوم کی سمت رخ شاہد عزت مڑ جائے
صورت ہوش رخ غیر سے رنگ اڑ جائے

مرد وزن مل کے اٹھا سکتے ہیں وہ اقل بار کانپ اٹھا جس سے دل ارض و سپر دوار
مرد وزن مل کے لگا سکتے ہیں وہ کشتی پاؤں جو خلیج متلاطم میں پڑی ہے بے کار
آؤ۔ وحدت کی امانت کو اٹھالیں مل کر

آؤ۔ اسلام کی کشتی کو بچالیں مل کر
بھائیو! عرض دل زار کو منظور کرو خانہ قوم کو تعلیم سے معمور کرو
بدگمانی کو دماغوں سے بس اب دور کرو ہاں بس اب تیرگی جہل کو کافور کرو
چھوڑ دے۔ بہر خدا چھوڑ دے انداز ستم

إِنِّهَا الْمُسْلِمَةُ! لَا يُرْحَمُ مَنْ لَا يُرْحَمُ

لہ کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
تم وہ بہترین امت ہو جو (لوگوں کی رہنمائی) کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ تم نیک کام کا حکم دیتے ہو اور
برے کام سے منع کرتے ہو (الآیہ) +

اے مسلم! جو شخص (کسی پر) رحم نہیں کرتا اس پر (خدا کی طرف سے) رحم نہیں
کیا جاتا +

کچھ ضعیفوں کے تانے میں خطر ہے کہ انہیں ظلم پر وعدہ تعذیب سقر ہے کہ نہیں
تجھ کو کچھ قہر خداوند کا ڈر ہے کہ نہیں سر پہ ہے ساعت انصاف خبر ہے کہ نہیں

بے گنا ہوں پہ کچھ اچھی نہیں ہوتی بیداد
حق نہ بخشیکا۔ نہ بخشیکا کبھی حق عباد

شوق نظارہ تھیٹیٹر و بازار نہیں مقصد حریت و علم یہ زہار نہیں
حکم برداری شوہر سے بھی انکار نہیں بخدا پردہ دری کے بھی روادار نہیں

ہے صیاد بادشہ علم کے سر کا افسر
قول مشہور ہے "اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَكْبَرِ"

سہ راہ ستم فتنہ گراں ہے پردہ خازن معتمد گنج نہاں ہے پردہ
منظر شان خداوند جہاں ہے پردہ جذبہ غیرت مسلم کائناتاں ہے پردہ
اثر عصر سے محفوظ ہو پردے کا وجود

دور ہوں اس سے جو ناقابل برداشت قیود

آئیگا ہم کو نہ اس فرقہ سے نفرت کخیال نور احمد نے کیا جس میں نزول اجلال
بے وفائی کے تصور سے تنفر ہے کمال یہ تو با اینہم بیداد و تعظم ہے محال

دل پاکم بہ لب پُر گلہ۔ اے مردِ رشید

گر گب آلودہ دہانے است کہ یوسف نہ درید

مرد کا رتبہ گھٹانا نہیں ہرگز منظور زن کو بے شہرہ رضا جوئی شوہر ہے ضرور
لیکن اسکو تو فراموش نہ فرمائیں حضور بطن عورت سے ہوا نور محمد کا ظہور

یہ تنفر۔ یہ حقارت کی نگاہیں کب تک

عرش جنباں ہوں خواتین کی آپیں کب تک

لے علم بہت بڑا حجاب ہے (امام غزالی کا قول)

کچھ سنانے کے لئے آئی ہوں اسدم سن لے کوئی سنتا نہیں۔ تو ہی سخن غم سن لے
میرے آقا! میرے پیغمبر اعظم! سن لے باپنی اُمّتِ و اُمّی ششہ عالم! سن لے
نکلتے ہیں میں غم دل ان کو سائے نہ بنے
کیا بنے بات۔ جہاں بات بنائے نہ بنے

بے خطر نیتِ خائن سے خزینہ تیرا وحی والہام کا خلوت کدہ سینہ تیرا
لطف موج سے لاعلم سفینہ تیرا جزر و مد کا نگران دیدہ بینا تیرا
مائیہ راحت مخلوق ہے رافت تیری
باعثِ رحمتِ خلاق ہے بعثت تیری

تو جب اے آمنہؑ کے نور نظر آیا تھا وہر انوار سے معمور نظر آیا تھا
منظوقِ جمہور نظر آیا تھا قیصرِ دل زدہ مقہور نظر آیا تھا
پہلے آموختہ کبر بھلایا تو نے
پھر سبقِ عزت نسواں کا پڑایا تو نے

تیری تعلیم پر امت نہیں کرتی ہے عمل اے سند یافتہ مکتب استاد ازل
مژدہ زینت جو حریتِ عورت تھی کل آج اللہ غنی ہے وہی پیغام اجل
مرد کب حکمِ شریعت کو بھلا مانتے ہیں
ذکرِ آزادی نسواں سے برا مانتے ہیں

پردہ شرع سے در پردہ ہیں نا راض شدید جانتے ہیں اسے قفلِ وزنیت کی کلید
کرتے ہیں دین میں ترمیم یہ دنیا کے مرید تیرے قانون کو ہے شکوہ و فحاشا جدید
باد ہے مھن لباسِ لکڑی اے شاہ! کسے
عاشقِ و مھن کے ارشاد کی پرداہ کسے

لہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔ مہن لباسِ لکڑی و انتہائی مٹی لکڑی۔ تم ان کا لباس ہوا اور وہ تمہارا
لباس ہیں۔ (الآیہ) مہن و عاشقِ مھن ہوں یا مھن مھن ان کے ساتھ خیر و خوبی سے گزارا کرو (الآیہ)

سنگدل بھول چکے ہیں سخن استَوْصُوا نہ قَوَائِد سے ہیں رفیق پہ مائل سر مو
اَتَقُوا اللہ سے اب ان کا نہیں خشک نہ یہ پروا کہ محب زن منطوم تھا۔ تو

آہ۔ کیا جوش کرم ہے ترے اس فرمان میں
”وہی بہتر ہیں۔ جو بہتر ہیں حق نسواں میں“

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ سے ہیں گرچہ آگاہ رکھتے ہیں ایسی احادیث سے دل میں اکراہ
لوٹ دیتے ہیں ورق پھیر کے جلدی سے نگاہ گر لکھا پاتے ہیں لَا تَمْنَعُوا أَمْوَاءَ اللَّهِ
یاد ایام۔ کہ منکر ہوئے جب اس سے بلا

ان سے پھر بات نہ کی باپ نے تار و زوال

پردہ شرع پر گر غور ہو ٹھنڈے دل سے پردہ رسم کا شمع بھی ملے مشکل سے
تھا شغف گرچہ تجھے حریت کا دل سے مگر اغیار ہیں اس امر میں کچھ جاہل سے
کیا کہوں کس نے تری شرع کو بدنام کیا
ہائے افسوس تری قوم نے یہ کام کیا

لَا اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا الخ عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ (الحديث) +

عَلَى رِفْقًا بِالْقَوَائِدِ شَيْئُونَ كَوْنُهُنَّ لَكَ وَ- (الحديث) +

عَلَى اتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ - فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانٍ اللَّهُ الخ - عورتوں کے بارے میں خدا

سے ڈرو کہ تم نے انہیں امان خداوندی میں لے رکھا ہے (الحديث) +

عَلَى خِيَارَكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَاءِكُمْ (الحديث) +

عَلَى طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ - طلب علم ہر مسلمان مرد و زن پر فرض

ہے۔ (الحديث) +

لَا تَمْنَعُوا أَمْوَاءَ اللَّهِ عَنْ مَسَاجِدِ اللَّهِ - اللہ کی کیزوں کو مسجدوں میں جانے سے

نہ روکو۔ (الحديث) +

شمع حریت عورات کو خاموش کیا پھر اس اندھیر کی بتلائی شریعت پہ بنا
الغرض قوم سیہ بخت نے اے نجم ہدے دین انور کو کیا خود غرضی سے رسوا
فکر آسائش ذاتی میں ہے امت تیری
ہدف طعنہ اعدا ہے شریعت تیری

کب تک آزار کش قید ہوں مکان حرم المدد-المدد- اے بیخ کن رسم ستم
کنج در بند میں گھٹ گھٹکے مرے جاتے ہیں ہم تیری بخشی ہوئی حریت کامل کی قسم
اتنی رخصت بھی نہیں۔ دل میں ہو جب سوز و گداز
جا کے مسجد میں گھسیں ناصیہ عجز و نیاز

جب فزوں حد سے تیری قوم کی بیدار ہوئی یاس آ کر دل مغموم میں آباد ہوئی
دفعۃً بارگہ پاک مجھے یاد ہوئی واہ کیا شاد مری خاطر ناشاد ہوئی
خوبی بخت سے پہنچی در دولت پہ کنیز
یہ جہیں ورنہ کہاں۔ اور کہاں یہ دہلیز

تیری اک چشم کرم کام بنا دیگی مرا یا نبی! تیری رضا عین رضائے مولا
وجہ تقلیب نظام فلکی تیری دعا حق نے اعزاز دیا ہے تجھے سَلِّ تَعَطُّہ کا
ہم ابھی فائز مقصود ہوں اے شاہ حجاز
ہوں ترے دست مبارک جو سوئے چرخ دراز

یا نبی! اپنے لب بستہ کو جنباں کر دے قُہْرِ یَاذِہِی سے تن عدل کو ذبیحاں کر دے
مرد کو زن کے ستانے پہ پشیمان کر دے یعنی پھر باغیچہ قوم کو خنداں کر دے
پھیل جائے چمن دہر میں بوسے اسلام

غنجی سان سر بگر بیان ہو عدوے اسلام

لہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آنحضرت سے فرمائے گا قُلِّ شَمْعٌ - وَاشْمَعُ شَمْعٌ - وَسَلِّ تَعَطُّہ
بات کہ کتنی جاہلی سفارش کر کہ قبول کی جاہلی سوال کر۔ کہ پورا ہوگا۔ (الحديث) ۱۰ ملہ میرے حکم سے اٹھ کھڑا ہو +



کفر جب نا آشناے خطہ ایمان تھا کیا کہوں تم سے۔ جو حال محفل امکان تھا
 فرد تھا خو خوری و وحشت میں ہر فرد بشر مختصر یہ ہے کہ جو انسان تھا حیوان تھا
 یوں تو ہر مغلوب تھا غالب کے ہاتھوں درمند سب بڑھ کر زخم خوردہ فرقہ نسواں تھا
 عورتوں کے حق میں ہر مذہب کا ہر ملت کا مرد جانور تھا۔ دیوتھا۔ عفریت تھا۔ شیطان تھا
 باپ ہو۔ یا بھائی ہو۔ شوہر ہو۔ یا فرزند ہو مرد کل اشکال میں فرعون بے سامان تھا
 مرد کی نا آشنا نظروں میں عورت کا وجود ایک مورت۔ اک کھلونا۔ اک تن بیجاں تھا
 اس کے اک اک فعل میں۔ سو سو طرح ہتکے ناں اس کا ہر ہر حرف۔ اف۔ اف۔ تیغ تھا۔ پیکان تھا
 اپنے جان و مال پر مطلق نہ تھا عورت کا حق مرد ہی ذی اختیار و صاحب فرمان تھا
 مرد ہی تھا مایہ دار روح و احساسات مل مرد ہی حق دار گنج عیش و اطمینان تھا

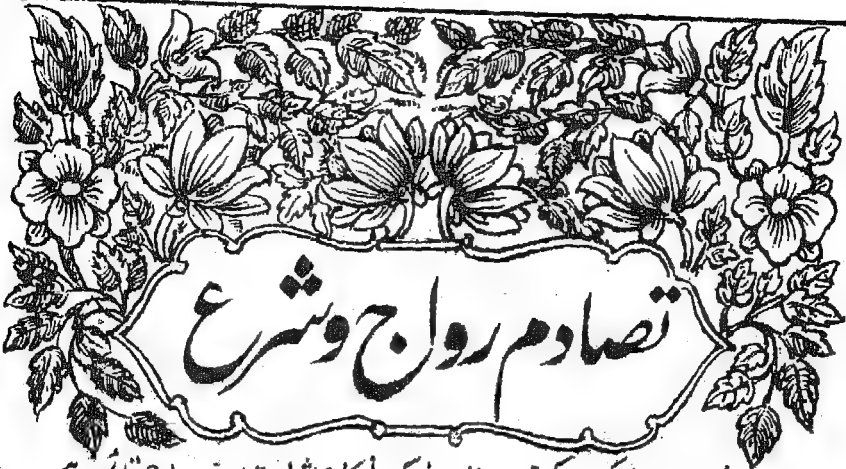
لیکن آخر دل ہی دل میں گھٹنے والی بد دعا کر گئی وہ کام جس سے ہر بشر حیران تھا
 اک سراپا نور حق۔ اک پیکر روشن رواں دہر کے ظلمت کدہ میں ان دنوں نہان تھا

دیکھ کر یہ ظلم۔ یہ اندھیر۔ یہ عاجز کشی
 زن کو فرمایا خصوصیت سے اس نے بہرہ و
 ترزاں رہتا تھا عورت کی حمایت میں سدا
 عورتیں حریت کا مل کی ٹھیریں مستحق
 فرض ٹھیرا عورتوں پر علم مردوں کی طرح
 تین چیزیں جو خصوصیت سے تھیں مرغوب طبع
 اسے حقیقت جو! ذرا پڑھ خطبہ حج و دواع
 اس وجود پاک کی مشکل کشائی سے کھلا
 سینہ میں وہ دل کڑھا۔ جو خازنِ قرائن تھا
 کل جہاں پر عام جس کا سفرہ فیضان تھا
 وہ کہ جس کا ہر سخن شیریں تر از زبان تھا
 بسکہ پاس اقتضا سے فطرت انسان تھا
 گو عرب انوارِ علیہ کا گورستان تھا
 صاف ثابت ہے۔ اک ان میں فرقہ نواں تھا
 عورتوں پر مرحمت کا اس کو کتنا دھیان تھا
 ”غیر ممکن“ کہتے تھے جس امر کو ”آسان“ تھا

بنے بت کیوں سنتے طعن مآلگہ لا تَقْطَعُونَ
 نطق کی نعمت کا کب لازم ہمیں کفران تھا
 اس بیان کو ”شرع کی تحریف“ کہنا ہے غلط
 جیسے یہ کہنا کہ ”بے جانوں کا اعلان تھا“

لے نہیں کیا ہو گیا ہے کہ بات چیت نہیں کرتے ؟





تصادم رواج و شرع

صوبہ پنجاب میں لوکیوں کو محروم الارث کرنے کا جو شریعت سوز رواج قائم ہے اس کو ۱۹۱۵ء میں قانونی استحکام بخشنے کی تجویز زیر بحث تھی۔ خاکسار نے بھی ہدیرہ اخبار حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا

جو حق پرست تھا۔ وہ ہے دنیا پرست آج مسلم شراب حرص و ہوا سے ہے مت آج روز جزا کی فکر و ماغوں سے دور ہے جس طرح دل سے غفلت یوم الت آج دنیا سے دون۔ دین پہ ہے چیرہ ست آج ہستی میں ہے مباحثہ نیست ہست آج اسلام کے وجود میں ہے اختلاف رائے خود کام چاہتے ہیں کہ پائے رواج فتح شرع محمدی کو ہورن میں شکست آج رائج ہو زن کو ترک نہ ملنے کی رسم بد

ہو فیصلہ شریعت حقہ کا مسترد

زنہار بدگمانی بے جا روا نہیں سرکار عالیہ کی ذرا بھی خطا نہیں کیوں ہوا سے مسائل شرعیہ پر عبور وہ کچھ شریک ملت خیر الوریٰ نہیں ہرگز سوا تمہارے کسی سے گلہ نہیں ہو رسم آفرین بھی تم۔ شرع کش بھی تم پائینگی رسم فتح۔ اگر تم رہے خوش بے مانگے دودھ بچہ کو مال کا ملا نہیں سرکار مانگے مشورہ۔ اور تم کرو گریز انصاف سے کہو۔ یہ ہے اندھیر یا نہیں

اے ماہرانِ علم احادیثِ معتبر
المُسْتَشَارُ الْمُؤْتَمَنُ پر بھی اک نظر

ایسا بھی کیا حیات و روزہ پہ پھولنا
ہم بے زبان پردہ نشینوں کی لونہ آہ
کھتے تھے تم تو ”مرد ہیں عورت کے وکیل“
اک فرقہ ستم زدہ کے واسطے بھی آج
روکا تھا ہم کو حق طلبی سے اسی لئے
اس مبتدا کی ایسی غم آگین خبر تھی کیا

دیکھو شکستِ شرع پہ اچھا نہیں سکوت
نازل نہ ہو کہیں غضبِ حقِ لاموت

گردوں کو دیکھ کر نہ کہے لفظ ”انتقام“
تم بھول جاؤ ہم کو نہ بھولیگا پر کبھی
وہ ذات جس نے خاک میں ان کو ملا دیا
جس نے کرائے کا سہ سران کے پائمال
کمزور کی مدد ہے جسے اک ذرا سی بات
شہزور کی شکست ہے ادنیٰ سا جمل کام

تم کل حقوقِ شوق سے چھینو۔ نہیں الم
کیا عدل کو ہے رب سر بیجِ العقاب کم



بہنوں سے دو دو باتیں

یہ نظم مسلم لیڈیز کانفرنس کے سالانہ اجلاس منعقدہ جنوری ۱۹۶۷ء میں پڑھی گئی

بس اب ہونے کا می کی بھی لذت آشنا بہنوں
کیا ذوق تکلم نے مجھے نغمہ سرا بہنوں
نہ شوق جاہ و عظمت ہے نہ ذوق مرحبا بہنوں
نتیجہ اسکے خود روشن ہیں میں بتلاؤ کیا بہنوں
کہ ہے اک نگہ مثل قلب فاسق بے ضیا بہنوں
خطا بخشو مری۔ تم بھی نہیں ہو بے خطا بہنوں
تو کیوں ہوں مردناحق درو سر میں مبتلا بہنوں
پریشاں ہو مگر اس واسطے ان کی بلا بہنوں
کریں پھر بھائیوں کا آہ کس منہ سے گلا بہنوں
نہ لگ جائے یہ دھبہ دامنوں پر۔ دیکھنا بہنوں
یہ دھبہ آپ کو ہر نرم میں شرمایگا بہنوں
نہ محبت کا پسینہ۔ اور نہ طوفان اشک کا بہنوں
برامت ماننا۔ اس حس سے کیا ہوگا بھلا بہنوں

لیا تم نے بہت شیریں کلامی کا فرا بہنوں
تمہیں جس طرح لایا کھینچ کر یاں شوق نظارہ
سرے مذہب میں ہے نشر صداقت شکر گو یاں
غضب ہے۔ قہر ہے۔ اندھیر ہے جہل ان شوق
جمال شاہد ملت نظر افروز کیونکر ہو
اگرچہ ذمہ واری جہل نسواں کی ہے مردوں
ہمارے پائے کوشش میں نہیں جب مطلقاً جنبش
برنگت لف گو یہ مسئلہ ہے سخت پیچیدہ
ہمیں میں اپنے سمجھنوں کے حال بار غافل
رکھا بہنوں کو آلودہ جہالت کی کثافت میں
یہ دھبہ آپ کی زرتار پوشش کو بگاڑیگا
یہ وہ دھبہ ہے جسکو کوئی شے دھوی نہیں سکتی
کسی کے دل میں ہو بھی کو قرضاً فرض کا کچھ جس

نہ آئیگی نہ آئیگی نظر صورت ترقی کی
 نہ ہونگے ہم جو میدانِ عمل میں رونما ہوں
 سمجھ کر تنگ جس دشتِ عمل کو تنگدل ہو تم
 نہاں ہے اس کے اندر وسعت لا انتہا ہوں
 پڑباؤں حضرت لقمان کو حکمت کا سبق کب تک
 دکھاؤں تیرا باں کو مشعلِ ناکجا ہوں
 حضور کبریا میں دستہ بستہ میں دعا خواں ہوں
 پئے "آمین" ہوا آخر میں تم بھی لب کشا ہوں

ہمیں یارب! حیات دے۔ رگِ غیرت میں حرکت دے
 ✓ عمل کا شوقِ رغبت دے۔ عمل میں خیر و برکت دے



مہذب بہنوں سے خطاب

لیڈیز کانفرنس کے سالانہ اجلاس منعقدہ اپریل ۱۹۱۵ء میں پڑھی گئی

بہنوں! خدا کے واسطے اٹھو نماز کو
محفوظ رکھو مثال خط قسمت۔ اے جبین
یہ عین خطر روح ہے یہ اصل فرح و دل
ہیسات۔ اپنے ہاتھ سے کرتی ہو بند تم
کر لو ادائے فرض عدم کے سفر سے قبل
”ترک زکوٰۃ میں ہے نمک مرچ کی بچت“
قرآن کی تلاوت روزانہ ہے ضرور
برقع پہن کے شوق سے نکلو ضرورتاً
سر کے مگر نہ رخ سے کبھی گوشہ نقاب
مل جائیگا خدا تمہیں شوہر کی چاہ سے
پوشیدہ اپنے عیب کی صورت رکھو اسے
قصے کہو نہ طفل سے ابطال غیب کے
مطبخ میں جا کے خود بھی پکایا کرو کبھی
برباد کن ہے ایسی قمیص گراں بہا

رگڑو درخدا پہ جبین نیاز کو
اس نقش سجدہ۔ اس سدا امتیاز کو
جانو قضاے جاں نہ ادائے نماز کو
روزے نہ رکھ کے خلد کے درہائے باز کو
جب دو ہزار جمع ہوں۔ چل دو حجاز کو
چلے میں ڈالو۔ بھاڑ میں چھو نکو اس آاز کو
بھولو نہ جسم و روح کے اس چارہ ساز کو
سمجھو غنی ثبوت سے اس کے جواز کو
بھولو نہ شوخ چشتی نظارہ باز کو
سمجھو ذرا حقیقت عشق حجاز کو
شوہر کا راز سمجھو نہ شوہر کے راز کو
از بر کراؤ سیرۃ شاہ حجاز کو
پیچھے ہٹو نہ سونگھ کے لہسن پیاز کو
ہے اس پہ فوق پیرہن خانہ ساز کو

بگڑو نہ پند نامح اصلاص کیش سے

سوچو شعار مالک نکتہ فواز کو



دام فریب

مشنو فسوں زہد کہ در تیرہ خاک ہند ہر کس نیافت دولت دنیا۔ فقیر شد
(شیخ علی حنین)

منظومہ ۱۹۱۸ء

بہن! یاد رکھ دست حسرت ملے گی سیاؤں کے کہنے یہ گم نہ چلے گی
 جہنم میں جھونک اے بہن! یہ فتنیلے انہیں کی طرح ورنہ تو بھی چلے گی
 یہ تعویذ کیا پار بیڑا کریں گے بھلا ناؤ کا غد کی کیونکر چلے گی
 فقیروں کی پوجا جو کی زر کی دہن میں فقیری ہی چھاتی پہ کودوں دیگی
 سلامت رومی نقش چلتا ہوا ہے تری ہر بلا اس عمل سے ٹلے گی
 میاں پاؤں دھو دھوکے تیرے پیسے گا جو تو پاؤں دابے کی پنکھا جھلے گی
 دھائیں جو تولے گی بوڑھے بڑوں کی تو دو دھوں نہائے گی۔ پوتوں پھلے گی

مرے ڈھپ پہ لانے کی کیوں بخت و پر ہے
 نہ یاں دال اسیر شکم کی گلے گی

لے یہاں فقیر سے مراد ارباب غرض دریا ہیں ورنہ اصلی اولیاء اللہ کی خدمت و اطاعت
 سعادت دارین کا موجب ہے +

چیت یاراں طریقت

بعد ازین تدبیر ما

استصواب عام

(منظومہ ۱۹۱۹ء)

آہ- کز گردوں گزشت آوازہ تخفیر ما در ملائک شد سمر محرومی تقدیر ما
 چرخ را صدر خنہ در جان میکند یک تیرہ بسطے در خون نہ غلطانید آہ از تیر ما
 زور مندی میکند پرورده آغوش زن آنکہ قوت یافت جسم لاغوش از شیر ما
 اے مسلماناں! فغان از محنت بندگراں نیت در عالم پیلے- کو بگسلد زنجیر ما
 خواہراں! ناچند مہر خامشی را نشکیم تا کجا بازار شکر نشکند تقریر ما
 بے کشود کار زیں جا بر فخرید- اے زناں تانہ خیر و فتنہ ما از غفلت و تاخیر ما
 ہاں بفرمائید- اکنون چیت تدبیر فلاح عدل جوید یا نہ جوید- فرقہ و لگیر ما
 ہچنین ہاشیم در قعر مذلت سرنگوں پاکند جولاں بہ گردوں مرکب تو قیر ما
 تارک آئین شرع پاک شد صنف رجال آنکہ ہست از حکم رب فرماندہ ما- میر ما

دوش از مسجد سوسے بیچانہ آمد پیر ما

چیت یاراں طریقت! بعد ازین تدبیر ما

طبقة اشتہا پسند

باید اکنوں - روئق محفل شود تنویر ما	باید اکنوں - خواب از چشم حریف مارود
باید اکنوں ختم گردد قصہ تخفیر ما	ابلش دانیم - اگر ناصح کند آہنگ پسند
جالبش خوانیم - اگر واعظ کند تکفیر ما	ہر کہ از تیغ زباں دلہاے ما پرخوں کند
زود تر خواهد شد از تیر نظر نخچیر ما	دامن مرداں - ز خون دین حق آلودہ است
خوش نشنید - این نخواہد شد گریبان گیر ما	ہاں مگر نشنیدہ اید؟ اے خواہراں حق شنو
دی - چہ خوش گفتند مردان نکو تقریر ما	چہرہ بنمائید - تا مستور ماند جہل قوم
کم کند این شرم - تا افزوں شود توقیر ما	دست نابینا بدست گمراہ افتادہ است
معرض گریک بیند ننگ و تقصیر ما	

ما مریدان رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بہ سوئے خانہ خمار دارد پیر ما

طبقة اعتدال پسند

کشتہ گردد دیو حراماں عاقبت از تیر ما	کام غمخواران بر آرد آہ پر تاثیر ما
از دعلے صبح گاہ و نالہ شبگیر ما	حاجب باب اجابت بالیقین خیزد خواب
کر کند گوش حریفان نعرہ تکبیر ما	کرد باید - بہر حریت جہاد بے قتال
حق نہ بخشد این گناہ واجب التضریر ما	ور - درین سود از حصن بن حق بیرون جم
پایے ما گردد مبادا خستہ شمشیر ما	ایں چہ ژرف است - الا تا کام نسیم اندرو
کرد احمد مدح دین خواہراں پیر ما	مایہ ناز زناست - امتثال امر رب

لہ آنحضرت نے صحابہ سے فرمایا اَلَا بِدِیْنِ الْعَجَائِزِ بُرْہِیوں سے دین حاصل کرو +

حکمران ما - بلا - شاه رسولان است و بس آرے آرے - غیر او ہرگز نباشد میرا
 آنکہ بدینہاں بے غلبش الفت جس لطیف آنکہ بدید از قولش عزت و توقیر ما
 طاعتش اسلام ما - عشق خوش ایمان ما رویتش فردوس ما - خاک رہش اکسیر ما

ما و دست و دامن پیر خمستان حجاز
 نیست یاراں طرقت! غیر ازین تدبیر ما





قدم بہینت ملزوم

یہ نظم سلطانیہ بورڈنگ ہاؤس (علی گڑھ) کی رسم افتتاح میں بتاریخ یکم مارچ ۱۹۱۳ء
خاکسار کا نام و نشان ظاہر کئے بغیر پڑھی گئی تھی اور بعد میں ترمیم و تصرف کے ذریعہ
کسی قدر درست کی گئی۔

اس مجموعہ میں ان اشعار کی شمولیت کا مقصد اس سے زیادہ نہیں ہے۔ کہ میری
عزیز قومی بہنیں اپنے فرقہ کے ایک الماس بے بہا کے زریں کارناموں پر غور کر کے
مکرہمت باندھیں اور اس کے شاندار تعلیمی جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر عجب مقدور
قومی خدمات انجام دیں۔ اور جذبات فخر و مسرت کے یہاں میں زبیدہ خاتون۔ ضیہ لٹا
اور نور جہاں بیگم کی روشن دماغی کے اس جیتے جاگتے شہر کے حق میں ترقی و عروج و اقبال کی عمارتیں

فندہ زن ہیں اہل دل مثل گل گلزار آج	نغمہ زن جوں عندلیب شکریں منقار آج
عجب قرب شاہ سے بے شادی کئے نوشا ہیں	کیف جام فرح سے بے مے پئے شہر آج
دولت فخر و مسرت سے ہیں مالا مال سب	میٹ گیا فرق قبیح مفاس و زردار آج
کشت جان کی قطرہ جوئی نے کیا طوفان پیا	جوش میں آیا ہے بحر رحمت غفار آج
ہو گیا سرسبز یکسر لالہ زار آرزو	واہ وا۔ کیا رنگ لایا دیدہ خونبار آج
کام نکلا تم سے اپنا۔ نا لہاے نیم شب	قسمت خوابیدہ آخر ہو گئی بیدار آج
حضرت عیسیٰ کو لایا چرخ چارم سے یہی	دل سے دیتا ہے دعائیں درد کو بیمار آج

جلوہ اقبال رودر رو نظر آنے لگا ہو گئی رودر تھا تاریکی ادبار آج
جہل کے لشکر پہ غاب آگیا سلطان علم جس طرح اٹلی پہ ہے ستوسی جبار آج

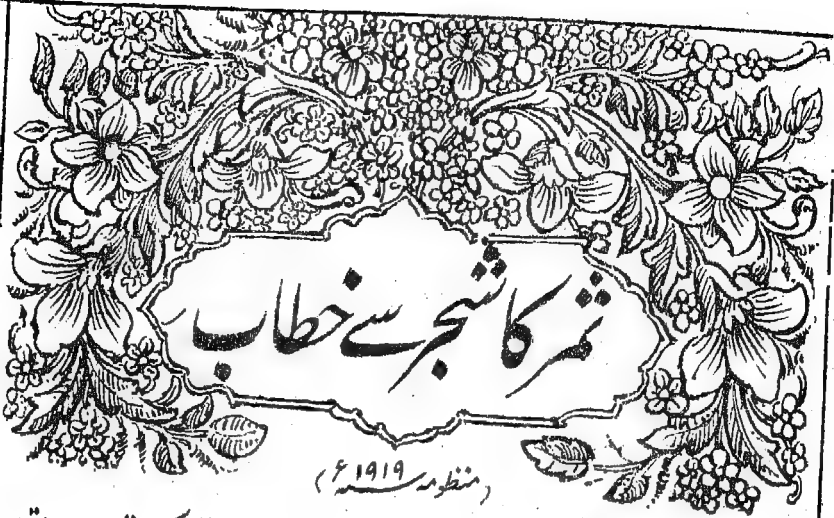
ہے زمانہ مدرسہ کی آج رسم افتتاح
یہ زمانہ مدرسہ بنیاد قصر علم ہے
مہمان مدرسہ ہے ملکہ گردوں چشم
یعنی سلطان جہان بیگم مداح کمال
مرجا۔ صدمرجا۔ اے ناخداے با خدا
تیری دولت خواہ ملت۔ تیرا دحت سنخ ملک
سید ملت بھی تو ہے۔ خادم ملت بھی تو
تیرا دست فیض ہے مانند نیر زرقاں
یوں ترالطف و کرم ناقابل انکار ہے
اے زہے قسمت۔ کہ تجھ سی ملکہ زین و شاق

کیوں ہر اک رخ پر مسرکے نہوں آثار آج
ہاں یہی ہے تلمیذ گاہ قوم بے تکرار آج
سرب گردوں کیوں نہوں اسکے درو دیوار آج
مطلع ملت ہے جس سے مطلع الانوار آج
تو نے ڈوبی قوم کا بٹیرا کیا ہے پار آج
تیری عظمت آشنا برطانوی سرکار آج
صادق آیا تجھ پہ قول سیدالابرار آج
تیری چشم لطف مثل ابر ہے دربار آج
جیسے اپنا جوش دل متغنی اقرار آج
آکے یاں خود ہمو بخشے دولت دیدار آج

نذر کو لائی ہوں میں اے بلبل باغ کمال
خدمت والا میں اک گلہ ستہ اشعار آج

لے سید القوم خاد مہم۔ سردار قومی خادم ہوتا ہے (المحدث)





کسی اکتائے ہوئے غلط کار نے حضرت ناصح سے کہا تھا کہ درتبد اسو باتوں کی جگہ سو کی ایک بات کہہ دیجئے "فی الحقیقت مختلف مباحث پر گھنٹوں مغزمانے سے صرف ایک خاص بنیادی امر پر زور دینا زیادہ مفید ہے۔ چنانچہ ازالہ مرض کے لئے مرکب ادویہ کی نسبت مفرد دوا اور بھی تیر بہدف ثابت ہوتی ہے +

اور اگر وجدانیات کا سحر خطابیات کے اثر پر فائق سمجھا جائے۔ تو اس بنیادی امر میں ناصحانہ انداز استعمال کرنے کے بجائے جگ بیتی کو آپ بیتی کے پیرایہ میں کہنا چاہئے +

میں ان اوراق میں بہنوں کی درستی اخلاق کے متعلق سو باتیں کہہ چکی ہوں اور خدا پرستی۔ اطاعت شوہر۔ تربیت اولاد۔ خانہ داری وغیرہ تمام نسوانی فرائض پر اظہار خیال ہو چکا ہے۔ اب خاموش ہونے سے پہلے سو کی ایک بات بھی گوش گزار کئے دیتی ہوں +

ہمارے اجتماعی اوبار کا بڑا سبب انفرادی تباہی اخلاق ہے۔ اس ملت کش مرض کی حکمی

دوا یہی ہے کہ ہ
آنکہ تنگ پارہ از جان اوست
قطرہ از چشمہ حیوان اوست

خدمت اوکن کہ بجائے رسی برگ دہش تانبوایے رسی
دنیا میں کامیاب زندگی بسر کرنے کے لئے ایک رہنما کی بید ضرورت ہے
کہ حوادث گوناگوں کے چکر میں پھنس کر بعض اوقات ہوشیار سے ہوشیار آدمی کی
سٹی گم ہو جاتی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ماں باپ سے زیادہ بے غرض جان نثار
اور واقف حال رہنما پردہ دنیا پر دستیاب ہو سکتا ہے +

نئی روشنی کی سب سے نمایاں مضرت یہی ہے کہ ناقص طریق تعلیم کے سبب
والدین اور ان کی نصائح کو چشم استحقار سے دیکھا جانے لگا +

نظم ذیل میں محبت کے اس پاک و مقدس جذبہ کا نہایت ہلکا سا اظہار ہے جو اولاد کو والدین
سے قدرنا ہوتی ہے۔ بلاشبہ یہ اشعار اس ذات خاص سے متعلق ہیں جس کے نام یہ مجبور
منسوب ہے۔ تاہم ہر لڑکی ان پر غور کرنے سے اپنے فرزندانہ جذبات محبت میں تلاطم
وہیاں پیدا کر سکتی ہے +

شب کو جب ہوتا ہے حاصل فکر دنیا سے فراغ	یاد عہد رفتہ سے معمور ہوتا ہے دماغ
اس تماشا گاہ میں کل واقعات بچ و فرح	گھومنے لگتے ہیں چلتی پھرتی تصویر کی طرح
دیکھ کر چھین جانے والے گوہر نایاب کو	دیکھ کر چھپ جانے والے روئے عالم تاب کو
ششعل ہوتا ہے دل پہلو میں انگائے کی طرح	مرتعش ہوتا ہے رخ پر اشک سیائے کی طرح
کھینچتی ہوں سینہ سوزاں سے آہ پر شرر	پوچھتی ہوں جانبِ گردوں اٹھا کر چشم تر
”سیج بتا اے ماہتاب! اے عابدِ شبِ ندہار“	تو نے دیکھا ہے کبھی مجھ ساحرینِ مجھ ساؤ نگار
جیسے بادِ شرط سے ہو کج روی کشتی کی دو	انتقالِ ذہن سے لیتا ہے جائے غم سرور
”اے دل نادان! انہیں بے جہاز کی چپک	تیرے اوپر خندہ دندانِ ناہے۔ اور فلک
یلی شب کھا کے آنکھوں کی سیاہی کی قسم	کہہ رہی ہے ”مجھ سے روشن بخت ہیں دنیا میں کم“
ہاں مری مونس ہے وہ جان گراں قدر و عزیز	گنجِ ہفتِ افلیم جس کے آگے ناچیز و پیشیز

جس کا رخ مرہم ہے زخمِ فرقتِ احباب کا
جس کی جاں ہے میری فکرِ منفعت کی مشق
میرے اوپر ہے شرفِ حاصل اسے ہر بات میں
ہے اسے ہر وقت میرے رنج و رنج کا خیال
مجھ کو ہے اس کے سبب حاصل بدیں حال زہوں
طفل شیریں خندہ و شیریں لب شیریں ادا
شاد ہیں میری طرح۔ لیکن نہیں۔ اتنے کہاں
اس قدر خنداں نہ ہو گا خسر و گلشن کا گلاب

دوست شیریں ہے جس کا تلخی غم کی دوا
جس کا دل ہے میرے غم کے سامنے سینہ سپر
تجربے میں علم میں حکمت میں۔ ذہنیات میں
کیوں مجھے غمگین کرے پھر اپنی حالت کا خیال
ایک وجدانی مسرت۔ ایک روحانی سکون
خوش نوا۔ خوش باش خوش پرواز خوش پیکرِ ادا
میں ہوں جتنی تیری آغوشِ کرم میں شادمان
اس قدر نازاں نہ ہو گا فیضِ گردِ دل کا ب



اے مرے پیارے! مرے بے انتہا پیارے پر
تو نظر آتا ہے پاک و برتر و دلکش مجھے
تیری الفت۔ تیری طاعت۔ تیری تقلیدِ صفات
حقِ رسی کی کعبہ مقصود تیرا دل ہے راہ
باپ گرو و جہ جرتِ خو میں شیطاں کے لئے
پھر مری نظروں میں ہو گی تیری حقِ کشف
حشر سے پہلے جہاں میں شورِ نفسی ہے پا
دوستِ حسنِ خلق کے۔ محکومِ دولت کیلئے
پر غرض سے بے غرض ہے تیری شفقت اے پر
گر مری تغیرِ خو پھیلانے ہر سو برہمی

کیا نہیں تجھ کو مرے جوشِ محبت کی خبر
سیاری دنیا۔ سارے عالم۔ ساری مخلوقات
میری راحت۔ میری جنت۔ میری تدبیرِ نجات
تیرے طوفِ رخ سے پاتی ہے ثوابِ حج نگاہ
حاملانِ عرش سے افضل ہے انساں کے لئے
اے صفائش! اے ملکِ خو غورِ گراں اندازہ کر
ہے نہاں ہر شخص کی الفت کی تہ میں مدعا
خوشِ لطف و مہر کے۔ پبلکِ لیاقت کیلئے
مجھ سے تو میرے لئے رکھتا ہے الفت اے پر
تیری الفت میں نہ آئے گی نہ اُٹگی کسی

لَهُ رَضِيَ الرَّبُّ فِي رَضَى الْوَالِدِ (الحديث)، لَهُ مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍ يُنْظَرُ إِلَى وَالِدَيْهِ نَظْرَةً رَحْمَةً
إِلَّا كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حُجَّةً مَبْرُورَةً. (الحديث)

ڈر نہیں میری روٹ سے نفس کو آفات کا
 تیرے ڈر سے قف حفظ جسم جان بتی ہوں میں
 کاش میں یونہی رہوں شش تو یونہی لٹنی رہے
 تیرے ان لہجے خنداں سے نہ نکلیں جھڑکیاں
 آہ میں ہرگز نہ بھولوں گی وہ ایام طرب
 جب مجھے کتے تھے دنیا کے ہی دو چار کام
 جب شاد و عیش افزوں تھا۔ خرد کم عقل کم
 لب تک آیا تھا نہ جام تشنگی افزائے علم
 تھا یہ حال علم گرسیدھی لکیر اک دیکھ لی
 آہ۔ میرا عہد طفلی۔ توبہ۔ عہد سلطنت
 تیرا گھر وہ سرزمین تھی جس میں میرا راج تھا
 تھی نظر سے دور اک محصور۔ اک حور جاناں
 شب کو اکثر تجھ کو سرٹنے کھڑا پاتی تھی میں
 ہے سر سے نزدیک سارا واقعہ کل کی سی بات
 تو نے جب بازیچہ اطفال میں رکھا قدم
 اف۔ وہ ننھے شاکیوں کے منہ بننے کی ادا
 اپنی لغزش یاد ہے۔ تیری نصیحت یاد ہے
 ”میری بیٹی! میری بیٹی ہو۔ تو بچنا بھڑکے
 یوں سرے پیش نظر ہے ابتدائی زندگی
 وادریغا۔ دن دہارے۔ کل جہاں سامنے
 لوٹ آ۔ اسے عشرت ایام طفلی! لوٹ آ

رشتہ پاؤں ہے تیرا اور خدا کی ذات کا
 تیرے خوش رہنے کی خاطر شاد ماں بتی ہوں میں
 کاش مستقبل سدا آمینہ ماضی رہے
 شعلہ افشاں ہوں نہ یہ قصارم کی کھڑکیاں
 جب مجھے حاصل تھا ”بچہ“ کا محبت زالقبت
 کھیلنا۔ کھانا۔ پہننا۔ شاد ماں ہنا مدام
 جب پسلی تھیں۔ معما تھیں۔ لغات فکر و غم
 طبع تھی ناواقف آزار استقائے علم
 ہو کے خوش ”اے الف! اے الف! چلا اٹھی
 کس قدر رشک آفرین تھا اس قدر پرکشت
 تیرا زانو تختہ تھا دست شفقت تاج تھا
 میں سمجھتی تھی کہ میرا باپ ہی ہے میری ماں
 پیار کی نظروں سے جھک کر دیکھنا پاتی تھی میں
 کیا تجھے بھی یاد ہے؟ اے والد عالی صفات
 لڑنے والوں نے بنایا کس طرح تجھ کو حکم
 اور وہ جج کے مسکرانے سر ملانے کی ادا
 یاد ہے مجھ کو وہ انداز ملامت یاد ہے
 عیب جو بدتر سے بدتر ہے۔ وہ اچھا بھڑکے
 یاد بھی جس طرح آدم کو ہشتی زندگی
 میرا گنج عیش لوٹا رہزن ایام نے
 پھر مجھے اکبار۔ بس اکبار۔ اپنا منہ دکھا

اے پدر! آغوش تیری ہے وہ دارالانقلا
 جس میں ہوتا ہے مبدل عمد طفلی سے شباب
 تو وہی رہ پیر۔ وہی استاد ہے میرے لئے
 میں وہی بچی۔ وہی نا فہم ہوں تیرے لئے
 مہر ہے اگرچہ تیرا پاس جذبات لے پد
 کہہ رہا ہے دل زبان بے زبانی سے مگر
 ہو جدایقوب سے یوسف نہ زنداں کیلئے
 پھل نہ مہجور شجر ہو خلق انساں کیلئے
 جب کہوں میں خیر باد اس عالم حق پوش کو
 روح چلدے سوپ کر قالب تری آغوش کو

الفقیرة الفانیة

ز. خ. بخش (علی گڑھ)

۹۹

۲۲۲۵



ادبی دستاویز

پتھر۔ ملک اشرف واکٹر ماہر داناہ نگار جن کی شاعری کی قیمت روپے ایک لاکھ دس سو گارہی ہے۔ ان کو دس کرپٹی قد وانی کا ثبوت دیا ہے۔ ان کے مشہور راک نامک چیز اکا اردو ترجمہ۔ درامہ ہندو کے زمانے کا ایک قصہ لطیف و افسانہ ہے۔ اور اس میں بطور تخیل کے محبت کے خفیہ معنوں کو نہایت وضاحت اور خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ اور ان چند اوراق میں مشرق کی حقیقی روح بند ہے۔ کتاب کا ایک ایک لفظ اور سبھی سے معمور ہے۔ اور نہایت حسن و خوبی سے اس کا اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ ۱۲

شیخ حسن۔ درمناہیات کے متعلق یہ ایک نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ اور خیمہ دید و افات پر مبنی ہے۔ دنیا میں جوش کا وجود ہے یا نہیں؟ روحیں دنیا میں بوائی جاسکتی ہیں یا نہیں؟ انہیں عامل کس طرح بلا تے ہیں؟ و دعوں کے اقتدار میں کیل کچھ ہے؟ ان سب باتوں کا اس کتاب میں ذکر ہے۔

شیخ حسن کی اردو خاک و داستان اور رشیدہ کا نامک انجام آنکھوں میں آنسو بھراتا ہے۔ عالم ارواح کا بیان ہر جن کے روئے کھڑے کرتا ہے۔ اور مصطفیٰ اور علی دونوں بھائیوں کے کیر کیز اس قدر عین مکمل اور دلچسپ ہیں کہ بہت کم اردو نادوں میں بیان کئے گئے ہوں گے۔ از مولوی

یہ منت۔ علی صاحب قیمت ۱۲

ماہ مجسم۔ از مسٹر غم مولوی راشدہ الخیری دہلوی۔ فاروقی اعظم کے عہد مبارک میں سلطنت ایران پر قابو پانے کے لئے مسلمانوں کے بے نظیر جنگی کارنامے۔ فرمانان ایران کا سہرزد شاد و بھری جوش ایرانیوں کا بیدار و شمع وطن پر قربان ہونا۔ حسن و عشق کے جذبات لطیف کی حقیقت طرائف دیکھنی ہوں۔ تو ماہ مجسم پڑھئے۔ قیمت قسم اول چھ۔ قسم دوم چھ

ملکنے کا پتہ

دارالاشاعت پنجاب لاہور

مطبوعہ رفیعہ خانم پٹر پٹر لاہور پتہ سہیلان لکھنؤ

TITLE

TO 289.02

9.02

1

Wc

Kh. e

10-9-57

Date _____

No.

Date _____

No.

~~29.03.91~~

1449

7020902

2923

-:RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for textbooks and 10 P. per vol. per day for general books kept overdue.